سوال

(165) اہل حدیث کی اجتہادی کاوشیں اور الزامات

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایڈیٹر ہفت روزہ الاعتصام لاہور:

السلام و علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ! مزاج اقدس۔ مابخیر وشما سلامت!

عرض خدمت ہے کہ جناب سید محمد متین ہاشمی صاحب کی ادارت میں شائع ہونے والا موقر جریدہ سہ ماہی ''منہاج'' راقم کے زیر مطالعہ ہے جو شمارہ 1۔2۔ج 9 نفاذ شریعت نمبر کے ص 109 میں پارلیمنٹ اور اجتہاد کے مقالہ نگار محترم ڈاکٹر محمود الحسن عارف صاحب رقمطراز ہیں:

''ہندوستان'' میں اہل حدیث حضرات نے بھی ''اجتہاد'' کو اپنانے اور اس کے مطابق فیصلہ کرنے کی کاوشیں کی ہیں لیکن ان کی یہ کاوشیں بھی بالآخر ایک مسلک اور نقطء نظر تک محدود ہو کر رہ گئیں۔ اور اجتہاد وقیاس کے اصول اور قواعد اور دیگر مجتہدین کی کتب سے کم علمی اور کسی قدر تعصب کی بنا پر ان کا بھی ایک خاص حلقہ یا مسلک بن گیا ہے۔ جو نسلاٗبعد نسل آگے متوارث ہو رہا ہے۔ اور ''تقلید'' کی شدومد سے تردید بلکہ خدمت کے باوجود اور خود بھی عملاً مقلد ہو کر رہ گئے ہیں۔''

اس میں مقالہ نگار موصوف نے چند الزامات عائد کیے ہیں:

1۔ اہل حدیث حضرات کی اجتہادی کاوشیں ایک خاص مسلک اور ایک خاص نقطہ نظر تک محدود ہیں۔

2۔ اہل حدیث حضرات قیاس واجتہاد کے مسلمہ اصول وضوابط کو تعصبانہ نظر سے دیکھتے ہیں۔

3۔ اہل حدیث دیگر مجتہدین کی کتب سے کم ہی استفادہ کرتے ہیں لیکن وہ بھی بربنائے تعصب۔

4۔ مزید برآں اہل حدیث حضرات تقلید کی شدید مخالفت کے باوجود درحقیقت عملاٗ مقلد ہو کر رہ گئے ہیں۔ محترمی! دیئےگئے الزامات کس حد تک درست ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہوکہ اہل حدیث کا انتساب کسی خاص فرد یا بستی وغیرہ کی طرف نہیں کہ ان کی اجتہادی کاوشوں اور جملہ جدوجہد کو محدود قرار دیا جاسکے بلکہ ان کے مساعی جمیلہ کا محور اور زندگی کا مشن ہی کتاب وسنت کی ترویج واشاعت اور رب کے دین کی سر بلندی ہے۔ جس میں مسلمانان عالم کا ایک ایک فرد شریک وسہیم ہونے کی اہلیت رکھتا ہے۔ اصلاً اہل حدیث ایک تحریک کا نام ہے۔ مخصوص گروہ بندی کا نہیں اس مسلک کا خاصہ ہے کہ بلا امتیاز رنگ ونسل اور قبائلی عصبیت کے ہر ایک صاحب وجذبہ وہمت کی مثالی و صحیح تربیت گاہ اور انسانیت کی معراج کا زینہ ہے۔ جس سے وابستہ مردوزن باآسانی اپنے رب سے قرب حاصل کرنے کا اہل بن جاتا ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص440

محدث فتویٰ